کیا بے گناہوں کی حمایت جرم ہے؟

سینئر صحافی جناب شکیل حسن شمسی

ہم سب جانتے ہیں کہ دہلی پولیس مرکزی وزارت داخلہ کے ماتحت اپنی ذمہ داریاں نبھاتی ہے اور اگر اس کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کئے جائیں یا نوجوانوں کو فرضی مڈبھیڑوں میں مارا جائے تو پھر نریندر مودی کی سرکار سے شکوہ کیسا؟ جب مرکز کی سیکولر سرکار اپنے کارندوں کو نہیں روک سکتی تو اس وقت ایک فرقہ پرست سرکار سے ہم کیا توقع کر سکتے ہیں؟ حال ہی میں بے گناہ مسلمانوں کی رہائی کے بعد دہلی کی پولیس کا جو چہرہ سامنے آیا ہے، اس نے مسلمانوں کے اعتبار کو بہت مجروح کیا ہے۔ مالیگاؤں، سمجھوتہ ایکسپریس، اجمیر اور مکہ مسجد کے دھماکوں میں گھسیٹا جا رہا ہے تاکہ اس ملک کے عام دھارے سے ان کو کاٹ دیا جائے۔ اللہ بھلا کرے آنجہانی ہیمنت کرکرے کا کہ جنہوں نے ایک ایسے دور میں سچ بولنے کی ہمت کی، جہاں جھوٹوں کو اعزاز و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔ بھگوا دہشت گردوں کے بے نقاب ہونے کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں میں اتنی ہمت آئی کہ وہ نوجوانوں کی بے دریغ گرفتاریوں پر احتجاج کریں، ورنہ اس سے قبل تک کوئی زبان بھی نہیں کھولتا تھا۔ عدالتوں کی جانب سے بہت سے نوجوانوں کو بے قصور قرار دیئے جانے کے بعد مسلمانوں کو ایک نئی ہمت ملی اور انہوں نے ملک بھر میں پولیس کے جانبدارانہ رویہ کے خلاف آواز اٹھائی۔ کئی مسلمان رہنما اس معاملے میں احتجاج کرنے کے لئے کھل کر سامنے آئے، خاص طور پر محمد احمد کاظمی کی گرفتاری کے بعد دہلی میں ان گنت احتجاجی مظاہرے اور جلسے ہوئے، جس میں دہلی پولیس کی جانبداری پر انگلی اٹھائی گئی۔

ایسا لگتا ہے کہ دہلی پولیس کو یہ احتجاج راس نہیں آیا اور اس نے مختلف طریقوں سے مسلمان لیڈروں کو دھمکانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ جمعہ کے روز معروف ملی رہنما مولانا کلب جواد کو دہلی پولیس کے نام سے ایک ٹیلی فون کال کی گئی اور ان سے کہا گیا کہ ان کے خلاف گرفتاری کا وارنٹ جاری ہو چکا ہے اور دہلی پولیس کی ٹیم ان کو گرفتار کرنے نہیں پہنچی تو انہوں نے کچھ صحافیوں کو سارے معاملے کی اطلاع دی۔ جب صحافیوں نے بلونت سنگھ نام کے شخص سے 9990537740 پر بات کی تو اس نے کہا کہ وہ پولیس ہیڈ کواٹر میں تعینات ہے اور اس کو مولانا کی ایک معاملے میں تلاش ہے لیکن جب بہت سے صحافیوں کے فون اس کے پاس پہنچنے لگے تو اس شخص نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ پولیس انسپکٹر نہیں ہے، بلکہ ایک وکیل ہے اور بعد میں اس نے فون اٹھانا ہی بند کر دیا۔ جب دہلی پولیس سے اس معاملے میں پوچھا گیا تو اس نے کسی بلونت سنگھ کے پولیس ہیڈ کوارٹر میں تعینات ہونے سے انکار کیا۔ اس خبر کے عام ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ کئی دوسرے مسلم لیڈروں کے پاس بھی ایسے ہی دھمکی بھرے فون آ چکے ہیں۔ یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دہلی پولیس کے نام پر کوئی ایسے فون کیوں کر رہا ہے؟ اس کو کیا فائدہ ہو رہا ہے؟ یا پھر دہلی پولیس نے اپنے کسی مخبر کو اس کام پر مامور کر دیا ہے کہ وہ مسلم لیڈروں کو دھمکائے۔ دہلی پولیس کو اس سارے واقعہ کا علم ہے اور اخباروں میں اس کا نمبر بھی شائع ہو چکا ہے۔ ایسے عالم میں دھمکی دینے والے شخص کے خلاف کارروائی نہ کئے جانے کی وجہ سے عام مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات بھی بیٹھتی جا رہی ہے کہ دہلی پولیس ان کے جمہوری حقوق کو بھی پامال کرنے پر آمادہ ہے۔ وہ اس ملک میں ایمر جنسی جیسے دن لانے کی کوشش کر رہی ہے۔ عام مسلمانوں کو افسوس اس بات کا ہے یہ کام سنگھ پریوار کے زیر انتظام چلنے والی کسی سرکار کے ذریعہ نہیں ہو رہا ہے بلکہ خود سیکولر کہنے والی یو۔پی۔اے۔ کی ناک کے نیچے اس طرح کے غیر جمہوری کام ہو رہے ہیں۔

(۷ مئی ۲۰۱۲ء)